

عقوق

سعدی

ہر کس از دست غیر ناکند + (احقر) از دست خویش تن فریاد

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ اے ایمان والو۔ تمہاری بعض بی بیایاں۔

<p>(از ولج) اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں۔ ان سے بچتے رہو۔ اور اگر (اس دشمنی کو) معاف کرو اور (ان سے) درگزر کرو اور انکو بخشو تو خدا تعالیٰ (بھی تمہارے گناہ) معاف کرنے والا اور تم پر رحم کرنے والا ہے۔ مگر اس معافی اور درگذری میں تمکو یہ لحاظ</p>	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا انْصِرُوا زَوَاجِكُمْ وَأَوْلَادَكُمْ وَعَدْوَاكُمْ قَدْ حَذَرْتُمْ وَإِنْ تَعَفَوْا وَتَصَفَّوْا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ اِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔ وَاللَّهُ عِنْدَ أَعْيُنٍ عَظِيمَةٍ۔ (سورہ تغابن ۲۶)</p>
---	---

ہے) کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (تمہاری) آزمائش (کا محل) ہیں اور تم ان سے درگزر کرو اور انکو معافی دو تو ایسے طور پر دو کہ تمہارے لیے (خدا تعالیٰ کے پاس بڑا ثواب ہو۔ یعنی ایسے طور پر اور اس صورت سے معافی دو کہ اس میں تم گنہگار نہ جاؤ۔ اور معصیت کے مددگار نہ بنو۔ مثلاً وہ گناہ کریں اور تم مال سے یا جان سے انکو بد دو۔ یا اس گناہ پر تم ان سے خوش رہو۔ بالکل تم اپنا حق ان کو چھوڑ دو خدا تعالیٰ کا حق نہ چھوڑو اور نہ چھوڑنے پر اے راضی رہو۔

ان آیات میں صاف اور قطعی افادہ فرمایا ہے۔ کہ اولاد و ازواج میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو باوجود تعلق نسب و رشتہ ازواج اہل ایمان سے انکا تعلق قطع ہو جاتا ہے۔ اور وہ دشمن کہلاتے ہیں۔ اس دشمنی کے کئی مراتب و درجات ہیں جنہیں سے بعض سے عفو کا ارشاد ان ہی آیات میں ہوا ہے۔ اور جو قابل عفو نہیں ان سے ان ہی آیات کے اخیر میں روکا بھی گیا ہے۔ ناقابل عفو دشمنی سے ایک تو اختلاف دین ہے۔ دوسرا قتل مورث۔ مورث مسلمان ہو۔ اور وارث اسلام کا معتقد نہ ہو۔ یا یوں قبول اسلام سے مرتد ہو جائے تو وہ اس کا وارث نہیں رہتا۔ اور اگر وہ اسکو قتل کر ڈالے تب بھی محروم الارث ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں مسائل جملہ مذاہب اسلام میں اتفاق سے مسلم چلے آ رہے ہیں۔ اور قرآن و

حدیث انکی صحت میں شاہد مانن ہیں۔

فرائض سراجی میں ہے۔ دوسرا مانع آرت وہ قتل ہی۔ جسپر قصاص

والتانی القتل الذی یعلق بہ وجوب
القصاص او الکفارة۔ والثالث اختلاف
الدینین فلا یرث الکافر من المسلم اجماعاً
(شرفیہ وسراجی مطبوعہ مصطفائی ص ۱۷۲)

یا کفارہ لازم ہو۔

تیسرا مانع اختلاف دین ہے لہذا کافر

مسلمان کا وارث نہوگا۔ اور اسپر

اجماع ہے۔

اور حدیث میں ہے۔ دو مذہب مختلف کے لوگ آپس میں وارث نہونگے

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول
اللہ صلعم لا ینوارث اهل ملتین شقی
رواہ ابو داؤد وابن ماجتہ۔

اور یہ بھی ارشاد ہے۔ قاتل مقول کا
وارث نہ ہوگا۔

رہا یہ امر کہ کفر و ارتداد کن کن اقوال و

اعمال و اعتقادات سے ثابت ہوجاتا

ہے سو یہ بھی ایک طے شدہ امر ہے بہار

ہی رسالہ اشاعتہ لسنہ جلد ۱۱ کے نمبر ۱۱ و

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم القاتل لا یرث رواہ الترمذی
وابن ماجتہ (مشکوٰۃ)

نمبر ۱۱ میں مضمون کفر و کافر، اور اس جلد ۲۲ کے پہلے نمبر میں مضمون گریہ جو بیٹ

مسلمان اور اسلام کو ملاحظہ کرنے سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ اہل سنت جماعت

کے قرار و موافق ہر ایک فعل معصیت کا ارتکاب یا ہر فعل اطاعت کا ترک کرنا

موجب کفر و ارتداد نہیں ہوتا۔ بلکہ قطعی احکام قابل اطاعت سے انکار اور سیر شہداء

اور قطعی معصیت کا استحسان اور انکا استحقاق موجب کفر و ارتداد ہوتے ہیں کیونکہ

ان دونوں انکار و استحقاق میں دین اسلام کی تکذیب پائی جاتی ہے۔ اس سلسلہ

کی صحت پر یہی قرآن و حدیث شاہد نا طوق ہیں۔ جن کا ذکر ہمارے مضامین مذکورہ

بالا میں ہو چکا ہے۔

اسمقام میں ایک کتاب علم عقائد کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔ فقہ اکبر میں کہا ہے۔

استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت

گناہ کو (چھوٹا ہو خواہ بڑا) حلال جاننا

او کبیرۃ کفر اذا ثبت کو نعمہا معصیۃ

کفر ہے۔ جبکہ اسکا گناہ ہونا دلیل قطعی

برکالہ قطعیۃ و کذا الاستہانۃ بہا کفر

سے معانوم ہو جائے۔ ایسا ہی گناہ کو ہلکا

بان یعدھا ہینہ سہلۃ وارتکبھا
من غیر مبالاۃ وکیر یھا عجرے
المباحات فی ارتکابھا وکذا الاستہزاء
علی الشیعة الغل، کفر لان ذلک
من امارة تکذیب الانبیاء قال
ابن الہمام ویا لحملة فقد ضم الی تحقیق
الایمان اثبات امور الاخلال یھا
اخلال بالایمان اتفاقا کترک السجود
الصائم وقل نبی والاستحقاف بہ او
بالمصحف او بالکعبۃ وکذا مخالفتہ
ما اجمع علیہ وانکارہ بعد العلم بہ
یعنی من امور الدین فان من انکر
وجوہاتہ او شجاعتہ علی لایکفر قال ابن
الہمام وقد کفر الحنفیہ من واطب علی
ترک سنتہ استخفا قاہا بسبب انھا
فعلھا النبی زیادۃ او استقباحھا من
استقبیحھا من اخرجہا بعض الحماۃ
تحت حلقہ او احواف شاربہ قلت
وقد روی ان ابایوسف رحم ذکرانہ
علیہ السلام کان یحب اللباء فقال
رجل اناما احبھا فحکم بارتدادہ وعلی
هذا الاصل ینتفی الفروع التي ذکر فی
الفتاویٰ الی ان ذکر مسائل عن الفتاویٰ
من صفحہ ۱۲۱- الی صفحہ ۱۲۶- ثم قال
کنا نلوی الکفر فی الاستقبال کفر

جاننا اور ہے پروائی سے اس کا ترکیب
ہونا۔ اور اس کا مرہب کی طرح سمجھنا اور شریعت
کے احکام کو ٹھٹھا کرنا کفر ہے۔ کیونکہ اس میں
انبیاء کی تکذیب پائی جاتی ہے۔ شیخ
ابن الہمام نے کہا ہے کہ حاصل کلام یہ ہے
کہ باتفاق علماء کسی کا ایمان ثابت ہونے
کے لیے ایسے امور کا اسمیں پایا جانا اور
ثابت ہونا ضروری ہے۔ جنکے خلل سے
ایمان میں خلل واقع ہوتا ہے۔ جیسے
بت کے آگے سجدہ کرنا اور نبی کو قتل کرنا یا اسکی
یا قرآن کی یا کعبہ کی اہانت کرنے کو ترک کرنا
اور ان امور سے۔ چنانچہ ضروری ہے اور
اسکا خلاف (سجدہ صنم و قتل نبی و توہین
کعبہ) کفر ہے۔ ایسا ہی اسلامی اجماعی
مسائل و امور کی مخالفت دیدہ دانستہ
کفر ہے۔ اس سے وہ امور اجماعی مراد ہیں
جو داخل و متعلق دین ہیں۔ کیونکہ جو ہو
داخل دین ہوں۔ جیسے حاتم طائی کی شجاعت
یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت ایسے امور سے
انکار کفر نہیں۔ شیخ ابن الہمام نے کہا ہے
کہ حنفیہ نے اس شخص کو کافر کہا ہے۔ جو
ہمیشہ سنت کو ہلکا جان کر ترک کرے یا
اسکو برا سمجھے۔ جیسے عمامہ کا شملہ رکھنے
کو یا لبوں کے بال کٹوانے کو برا جاننا۔
امام یوسف از سے روایت ہے کہ انہوں نے

فی الحال ص ۱۴۷-

(المنہ الا زہر شرح فقہ الاکبر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کدو کو پسند کرنا بیان کیا تو ایک شخص نے کہا کہ حججے تو

کدو پسند نہیں (اسپر) امام ابو یوسف نے اس شخص پر مرتد ہو جانے کا حکم فوراً لگا دیا۔ اسی قاعدہ پر کہ احکام دین کی اہانت کفر ہے۔ بہت سے فروعات مبنی ہیں جنہر کتب فتاویٰ سے میں حکم کفر لگایا گیا ہے۔ ان فروعات کی تفصیل شرح اکبر کے ص ۱۲۱ ص ۱۴۶ تک ہوئی ہے۔ پھر ص ۱۴۷ میں کہا ہے کہ جو شخص آئندہ کافر ہو جانے کا ارادہ ظاہر کرے وہ فی الحال کافر ہو جاتا ہے!

اہل دنیا کے اکثر اشخاص کی اولاد و ازواج ان دونوں قسم کی دشمنی اپنے والدین سے کرتے ہیں۔ وہ اس دشمنی کو محسوس نہیں کرتے انکو دوست سمجھتے رہتے ہیں۔ ہم انکی فہمائش کے لیے کسی قدر تفصیل بطور تشیل عمل میں لاتے ہیں۔ اکثر اشخاص جب ازواج و اولاد کے طالب ہوتے ہیں اور نکاح کی تجویز و سامان کرنے لگتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے گناہ جوق جوق انکا استقبال کرتے ہیں۔ اور انکے گھروں پر ڈیرک لگا لیتے ہیں۔ سودی روپیہ قرض اٹھا کر اس سے نچ و رنگ کی تیاری تلبازی کی خریداری دہوم دہام کی برات فخر و نمائش کی دعوت وغیرہ اسباب معاصی بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ بیوی گھر میں آئی اور پسند خاطر ہوئی تو پھر جو کچھ وہ چاہتی ہے۔ سو میاں سے گناہ کے کام کرا لیتی ہے۔ اولاد پیدا ہوئی تو گناہوں کی آؤ بھگت ہونے لگی۔ آج کیا ہے چٹھی (عقیقہ) ہے جس میں برات نکالی جاتی ہے۔ انگریزی باجہ ساتھ ہے۔ نچ ہو رہے ہیں۔ کل کو سنت (ختنہ) ہے مگر اس سنت کے ساتھ نچ کی معصیت بھی شامل ہے۔ لڑکے کی بسم اللہ شروع ہوئی اس میں بھی بڑی کاناچ ہی۔ رات کو التلبازی ضرور ہوتی ہے۔ اکثر دنیا دار اور بعض دیندار لوگ (مگر احمق اور بے علم) مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں کہ وہ نیات خود نماز روزہ وغیرہ خرائض اسلام کے پابند ہوتے ہیں۔ اور محرمات و منہیات شرعیہ کو برا سمجھتے ہیں اور ان سے اجتناب رکھتے ہیں اور نیات خود انکے کتاب کو پسند نہیں کرتے مگر بیاہ شادی کے موقع پر وہ اپنی ازواج و اولاد سے دیکر سہی جرائم کے ارتکاب پر سکون اختیار کر لیتے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان سب واہیات کو پسند نہیں کرتے مگر کیا کیا جائے

ستورات نہیں مانتیں۔ لڑکا بہ کہتا ہے کہ اگر میری شادی پر ناپاچ ہو گا تو میں نکاح ہی نہ کروں گا۔ اور آخر ان کے مال سے انکی اجازت سے سب ہی منکرات کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ گو بعض لوگ خود ان مجالس منکرہ اور افعال قبیحہ میں شریک نہیں ہوتے مگر جو کچھ ہوتا ہے ان ہی کے روپیہ سے ہوتا ہے اور انکی اجازت سے۔ باپ چہرہ پر ڈاٹھی رکھتا ہے۔ اور اسکو منڈوانا کبھی جائز نہیں رکھتا۔ مگر اسکا بیٹا برابر چہرہ پر استنہ پہناتا اور ڈاٹھی صفا چٹ کرواتا ہے۔ پھر بھی والد کو اسپر غصہ نہیں آتا۔ اور وہ اسکو اپنے گھر سے نہیں نکالتا۔ والد یا نچوقت نماز پڑھتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ کعبہ کاج بھی کر آیا ہے۔ مگر بیٹا نماز کا نام تک نہیں لیتا۔ شراب پیتا ہے۔ رنڈی بازی کرتا ہے۔ پیروہ والد کے گھر میں آجاتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے۔ گھر سے لے جاتا ہے۔ اسپر بھی والد اسکو گھر میں آنے سے نہیں روکتا۔ اور نہ اپنے مال میں اسکو تصرف بجا کرنے سے مانع ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ میرا مال اولاد ہی کے واسطے ہے۔ میری زندگی میں بھی یہی مالک ہیں۔ میرے مرنے کے بعد بھی یہی مالک ہونگے۔ والد نے اگر کسی گناہ پر غیرت کر کے بیٹے کا ہاتھ اپنے مال سے روک بھی لیا تو پھر والد اس روک کو اٹھا دیتی ہے اور بیٹا جو مانگے وہ دیدیتی ہے۔ پھر اس کے حکم کو والد بھی نہیں ٹلا سکتا۔

یہ فرضی و خیالی مثالیں ہیں۔ بلکہ چشم دید مشاہدات ہیں جو بہت سے وضع گھروں اور شریف و رفیع خاندانوں کو تباہ کر چکی ہیں۔ یہ نادان و بے علم مسلمانوں کا ہی حال و ذکر نہیں۔ بعض ازواج و اولاد اپنے پڑھے لکھے متعلقین و اناؤں کو ہی نادان بنا دیتے ہیں۔

اس زمانہ کے بڑے دانائی اور ظاہری و باطنی علوم میں امامت کے مدعی بہاراج کرشن (علیہ السلام) کا حال سنو کہ ایک فرضی و خیالی زوجہ (محمدی سگم) دختر مرزا احمد بیگ ساکن پٹی کی محبت آپ کے دل میں سمائی تو آپ نے اُسکے واسطے یہ پیشگوئی گھڑ کر شائع کی کہ اگر وہ عورت مجھے چھوڑ کر کسی اور شخص کے نکاح میں دی جاوگی تو اتنے عرصہ میں اسکا باپ فوت ہو جائیگا۔ اور اتنے عرصہ میں اسکا وہ شوہر جس سے اسکا نکاح کیا جائیگا۔ فوت ہو جاوے گا۔ اور پھر وہ بیوہ ہو کر میرے

نکاح میں آجائے گی۔ پھر اپنے اس پیشنگوئی کے وقوع اور اسکی تصدیق کے واسطے
تائید آسمانی کے انتظار پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ دوسرے شخص (مرزا سلطان محمد)
سے اسکی تجویز نکاح کا حال سنکر اس ایک تدبیر نادانی کا بھی ارتکاب کیا کہ ایک
اشہار جس کا عنوان یہ تھا: اشہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف
دین متین! اور اس کا مانو یہ شعر تھا:۔

چو بدنداں تو کرے اوستادہ آں نندانے بکن اے اوستادہ۔

اس مضمون کا شائع کر دیا۔ کہ اگر اس کی قدمیہ زوجہ اور اسکے لہن سے اسکے دونوں
فرزند (مرزا سلطان احمد و مرزا فضل احمد) اس نکاح کی تجویز و تائید سے
دستکش نہ ہونگے تو اس زوجہ قدمیہ پر طلاق ہوگی۔ اور اسکے دونوں فرزند عاق ہو
مگر یہ تدبیر اپنی کارگر نہ ہوئی۔ اس بیوی کا نکاح دوسرے شخص مرزا سلطان محمد سے ہو گیا۔
اور وہ اب تک زندہ اپنے شوہر کے گھر میں خوش و خرم آباد ہے اور صاحب اولاد ہو گیا
ہے۔ اس اجمال کی تفصیل اشاعت السنہ نمبر ۶ جلد ۱۶ میں ہو چکی ہے۔

اس واقعہ میں اگر حق بجانب کرشن مہاراج تسلیم کیا جائے جسکے وہ لوگ مدعی ہیں
تو پھر انکی وہ قدمیہ بیوی اور اسکے دونوں فرزند کرشن مہاراج کے دشمن اور آیت مذکورہ
صدر کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔ اور اگر حق بجانب پارٹی مخالف (زوجہ قدمیہ و
فرزند ان کرشن مہاراج) تسلیم کیا جائے تو پھر انکی وہ خیالی و فرضی زوجہ (جس کا
نکاح انکے خیال میں خدا تیجائے نے آسمان پر کر دیا ہوا ہے۔) دیکھو نمبر مذکور
اشاعت السنہ) انکے دشمن اور آیت مذکورہ کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔ اور ظفر ظلم و
عداوت یہ کہ اس خیالی بیوی کرشن جی نے منہوز خود انکے گھر میں آکر اسکو آباد اور
انکے دلکشاد اور انکی پیشنگوئی کو سچا و صادق المیعاد نہ کیا تھا کہ مہاراج مذکور اس
دنیا سے چل بے اور اپنی ازواج و اولاد مذکور کی عداوت پر چہر لگا گئے۔ ہمارے
انکی دونوں بیویاں قدمیہ واقعی اور جدیدہ خیالی فرضی اور قدمیہ کی اولاد ان کے
دشمن اور آیت مذکورہ کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔ ایک بیوی اپنی اور ہے جو ابھی
کہلاتی ہے۔ اور اپنی ایک جماعت میں ام المؤمنین کے لقب سے ملقب ہے۔
وہ اور اسکی اولاد اور وجہ سے ایک دشمن ہو چکے ہیں۔ اسنے اپنی جائداد کو لپیٹے

بہتر سنا ہے کہ اسکے نوٹ ہوج کے بعد وہ ہی فرست ہو گئی ہے۔ ایک مرزا نے یہ سنکر کہا کہ اب انکا نکاح عالم باہ میں ہو گا۔

نام رہن کرا لیا ہے اور اس جیلہ میں سے دوسرے وارثوں کو محروم کر دیا ہے۔
اسکی تصدیق سرکاری کاغذات ضلع گورداسپور سے ہو سکتی ہے۔ اور یہ مثال دشمنی ازواج
اور انکی کچھ کم عبرت خیز وحیرت انگیز مثال نہیں ہے۔

ان تمثیلات کے ذکر سے ایک مقصود تو اس امر کا اظہار ہے۔ کہ بعض اولاد و بعض
ازواج عوام کے تو کجا۔ بڑے بڑے مدعیان تقدس کو بھی نہیں چھوڑتے۔ دوسرا
مقصود یہ ہے کہ اس مضمون میں جو پہنے اپنے پانچ رٹکوں کا حال بیان کرنا ہے۔
سکو پڑھ کر مہاراج کرشن جی کی پارٹی کی رال نہ ٹپک پڑے اور وہ اس حال کو پڑھ کر
سکو اپنی گرو کی کرمت نہ بنالیں۔ اور کسی قسم کی سماتت نہ کریں۔ بلکہ اپنے گریبان
میں منہ ڈاکر اپنے گرو کی ازواج و اولاد کا حال دیکھ کر سکوت اختیار کر لیں۔ اور اس
مثل مندی کو سوچیں کہ چھاج تو بوتا ہے چیلنی کیا یو لیگی۔ جسیں ہزار چید ہوتے ہیں
ایسے ہی لوگ آیات مذکورہ بالا میں مخاطب ہیں۔ اور انکی اولاد اور انکی
ازواج انکے دشمن قرار دیئے گئے ہیں۔ انکو ان آیات میں یہ حکم ہوا ہے کہ وہ ان
دشمنوں سے بچتے رہیں۔

اور دوسری آیات میں ارشاد ہے۔ کہ اسے ایمان والو اپنے آپ کو

اور اپنی اولاد کو دوزخ کی آگ سے
(جو گناہوں کا نتیجہ ہے) بچاؤ اور انکی
ایسی محبت نہ کرو جیسے کہ خدا کی چاہیے
ایسا کرو گے تو تم انکو خدا کا شریک
ٹھہرنے والے ہو گے۔

مومن ایسے نہیں ہوتے کہ خدا و رسول
کے مخالفوں (نافرمان برداروں)
سے محبت رکھیں گو وہ نافرمان بردار ما
باپ ہوں۔ یا بیٹے ہوں۔ یا بہائی
ہوں یا قبیلہ۔

اتنے بچنے اور بچانے کی یہی صورت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ
وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (التحریم ۱۷)
وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ
اللَّهِ إِندَادًا يُحِبُّوهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ
وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۗ

(بقرة ۱۷۷)

لا تجد قوماً يؤمنون بالله واليوم
الآخر يوادون من حاد الله ورسوله
ولو كانوا آباءهم أو أبناءهم
أو إخوانهم أو عشيرتهم۔

(مجادلہ ۱۰)

ہے کہ وہ انکے کہنے سے کوئی گناہ کا کام نہ کریں اور کسی گناہ کے کام میں انکو مدد نہ دیں۔ اور بس صورت سے بن پڑے اور ہو سکے ہاتھ سے زبان سے ان کو گناہوں سے روکیں۔ وہ نہ مابین تو دل سے ان سے بیزار رہیں۔ اور ان سے علیحدگی اختیار کریں۔ اور اپنے گھروں سے اور اپنے اموال سے ان کو علیحدہ کر دیں۔

قرآن مجید ارشاد ہے۔ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے

کی مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی میں مددگار نہ بنو۔

حدیث شریف میں ہے جو شخص کوئی بری بات دیکھے اسکو طاقت ہو تو ہاتھ سے اسکو ہٹا دے۔ یہ طاقت نہ تو زبان سے ہٹا دے اور یہ طاقت بھی نہ تو دل سے

وتعاونوا على البر والتقوى ولا
تعاونوا على الاثم والعدوان (مائدہ ۱۰۴)
من رانی منکم منکرا فدیغره بیدہ
فان لم یستطع فبلسانہ فان لم
یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذلک
حبة خردل من الایمان۔
(رواہ مسلم ونحوہ فی مشکوٰۃ ص ۴۲)

اسپر انکار متوجہ رکھے اسکے بعد (یعنی اسکے بغیر) دانہ رائی کے برابر ایمان نہیں رہتا۔

اور یہ حدیث بھی رسالہ جلد ۲۰ میں گزر چکی ہے۔ کہ ایک لستی کو اٹھا کر ہنسیک دینے کا جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا۔ تو وہ انہوں نے عرض کیا کہ اس لستی میں ایک ایسا شخص ہے جس نے ایک لمحہ گناہ نہیں کیا۔ تپہ حکم ہوا کہ اسکو بھی اس حکم عذاب میں شامل کرو۔ کیونکہ وہ میرے گناہوں پر غیرت کرنے سے ایک ساعت چین بچیں بھی نہیں ہوا۔

بناؤ اعلیٰ نہا۔ یہ خادم قوم خیر خواہ بر اور ان دین ان حضرات کو جن کی اولاد و ازواج خدا کے گناہوں کے مرکب ہوتے ہیں اور اسی حال میں وہ مال سے انکو مدد دیتے ہیں۔ اور خوشی اور الفت سے ان کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ نصیحت کرتا ہے کہ وہ اپنی اولاد و ازواج کو خدا کا شریک نہ بناویں۔ اور خدا کے گناہوں میں انکی محبت و اطاعت سے دستکشی اختیار کریں۔ اور اپنے

فدا داد اموال کو لے کر دستِ ظلم سے بچاویں۔ انکو یہ نصیحت کرنے سے پہلے اس خاک و شرمسار نے خود اس پر عمل کیا ہے۔ جبکہ اپنے پانچ جوان لڑکوں کو خدا کی معاصی میں مبتلا پایا۔ اور دینی علوم عربی سے (جو خدا بقائے کی اطاعت کا توفیق الہی سے ایک ہی کامل ذریعہ ہے) روگردان دیکھا تو جلد نوزدہم رسالہ بابت ۱۳۲۰ ہجری مطابق ۱۹۰۲ء کے پہلے نمبر میں مضمون وصیت شائع کر دیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میری جائیداد غیر منقولہ مکانات میری مقبوضہ اراضی میرے وارثوں میں تقسیم نہ ہونے پاوے۔ بلکہ وہ میری اولاد و اقارب پر چن کا نفقہ میرے ذمہ واجب ہے۔ وقف رہیں۔ اور ان سے میرے اقارب نفع اٹھاویں۔ اور گزارہ لیں۔ بشرطیکہ وہ نماز روزہ وغیرہ احکام اسلام سے پابند رہیں۔ اور علم دین (قرآن و حدیث) پڑھیں پڑھاویں۔

میری اس وصیت کو میری اولاد نے منظور کیا اور اسکے برخلاف بعض اخباروں میں مضمون مشہر کر دیا۔ تو میں نے اسی جلد کے نمبر ۹ میں ایک اور مضمون شائع کیا۔ جس کا عنوان یہ تھا۔ میری وصیت سے میرے بعض وارثوں کی ناخوشی اور اسکا نتیجہ۔ انکی محرومی؛ خلاصہ جبکہ یہ تھا۔ کہ اگر تم میری وصیت کو منظور کرو گے تو میں جائیداد وقف اغیار کر دوں گا۔ یا کسی غیر کے نام میں کر دوں گا تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو میری وصیت کو مان لو اور تمام جائیداد سے تم ہی نفع اٹھاؤ۔

میرے یہ دونوں مضمون جلد انیس میں شائع ہوئے۔ تو میری اولاد و متعلقین خلاف ذمے احکام شریعت اور تحصیل علوم دینی سے انکار پر مصر ہو گئی بعض نے میرے منہ پر صاف کہہ دیا کہ تو ہمارا باپ نہیں۔ اور بعض غائبانہ کہنے لگ گئے کہ یہ ہمارا باپ کیسا ہے کہ ہمارے لیے کچھ وارث چھوڑنا نہیں چاہتا۔ سب سے بڑا لڑکا عبدالہام ہے۔ دوسرا اس سے چھوٹا محمد طہر تیسرا اس سے چھوٹا احمد حسین۔ چوتھا اس سے چھوٹا عبدالنور (جو ایک والدہ سے ہے) پانچواں عبدہ اور جو دوسری والدہ سے ہے۔ ان سب میں اول درجہ کا منکر اور میری اطاعت سے سرکش تیر

اول ہے۔ اسنے سرکشی اختیار کی تو پھر جو سرکش ہو کر اور تحصیل علوم دینی سے
انکار ہی ہو کر بھاگا۔ اوسکو اسنے اپنے پاس جگہ دی اور روپیہ پیسہ سے اسکی
مدد کی۔ اور سب سے بڑھکر بد چلنی اختیار کرنے والا اور مجھے جانی و مانی ایذا پہنچانے
والا نمبر چہارم و پنجم ہے۔ اور احکام شریعت نماز وغیرہ کا استحفات اور تحصیل علوم
دین کے انکار سے تو کوئی بھی خالی نہیں۔ ان میں بعض ایسے ہیں جو اسلام جو جو
عیسائی یا آریہ ہو جانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ بعض جو میرے جبر سے نماز میں کھڑے
ہو گئے تو بے وضو بلا استنجاء بول و براز اور بعض نماز کو صریح گالیاں بھی دی چکے
ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو قانونی جرائم کے بھی مرتکب ہو گئے ہیں۔ اور ان کے
مقدمات کی شکلیں عدالت میں موجود ہیں اور بعض میری جان کو نقصان پہنچانے
کا ارادہ بھی ظاہر کر چکے۔ اور اسکے وسائل بہم پہنچانے میں بھی سعی کر چکے ہیں جنہیں
وہ کامیاب نہ ہوئے۔ اس امر کو میرے متعلقین بخوبی جانتے ہیں۔

میری وصیت مذکورہ سے ناراض ہو کر اور نیز اپنے شوہر و نکلی مطابقت و موافقت
اختیار کر کے میری تین جوان لڑکیوں نے بھی میری اطاعت سے سرکشی اختیار کی سب
اولاد سے بڑی لڑکی اُمّۃ السلام ہے۔ وہ لڑکیوں میں اول درجہ کی سرکش
و تنکیر ہے جیسے لڑکوں میں اول درجہ عبد السلام ہے۔ جیسے وہ بھاگ کر باہر چلے جانے
والوں کا مددگار بن رہا ہے ویسے وطن میں رہ کر میرا مقابلہ کرنے والی لڑکونکی یہ مددگار
اور اپنے گھر میں انکو جگہ دینے والی بنی رہی۔ دوسری اُمّۃ الرشید ہے۔ یہ بیات
خود تو سرکش نہ تھی۔ مگر اوس کے شوہر نے (جو کہ انگریزی نوان گریجویٹ بی۔ اے ہے)
اور مذہب میں مجھ سے مخالفت رکھتا ہے۔ اُسکو سرکش بنا دیا ہے۔ اور وہی ان
لڑکوں کا قانونی مشیر ہے۔ اور مواخذہ عدالت سے انکو بے ڈر کر کے میرے مقابلہ
کے لیے آمادہ کرتا ہے۔ یہی شخص ہے جسنے میری پہلی وصیت کے جواب میں سیر بعض
لڑکوں سے اپنے ایک ہندو دوست بیرسٹر و ایڈووکیٹ چیف کورٹ پنجاب کی معرفت
نامنظوری وصیت کا نوٹس دلوا یا تھا۔ جس کا ذکر میرے رسالے جلد ۹ نمبر ۱۹ میں ہے۔
میں نے ایک لڑکے کو اس سے نفی من کا خوف کر کے اسپر زبرد دفعہ ۱۰۷ اعتراضات ہند
استغاثہ دائر کرنے سے ڈرایا۔ تو اس گریجویٹ نے میرے منہ پر پہہ کہا۔ کہ اگر تم اسکو

برخلاف استغاثہ کرو گے تو میں اسکی ضمانت دوں گا اور تمہارے برخلاف استغاثہ
 دائر کر کے تمہاری ضمانت ہو جانے کی کوشش کروں گا۔ اور یہ بات اُسے اُس لڑکے کی
 والدہ (اپنی خوشدامن) کو بھی کہلا بھیجی۔ تیسری لڑکی مریم ہے۔ جو شادی ہونے سے
 پیشتر تو بالکل سادہ طبع اور بے کینہ تھی۔ مگر اسکی شادی ایک مولوی فاضل صاحب سے
 ہو گئی جو دینی علم و فضل کے ساتھ خشیتہ اللہ و تقویٰ مروت و وفا و شکر احسان
 سے بہت کم حصہ رکھتے ہیں۔ اور اپنے علم و فضل کا فائدہ زیادہ تر وہ دنیا میں بذریعہ
 دامت وغیرہ اٹھا رہے ہیں ولس۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرًا۔ اور وہ
 بٹالہ میں رہ کر اپنی ہم زلف اترۃ السلام کے شوہر (جو ایک عامی دنیا دار اور اتباع
 احکام شریعت نماز وغیرہ سے بے پرواہ ہے) کے تابع ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے
 اس سادہ لوح لڑکی کو بھی میری اطاعت سے کسرش کر دیا ہے۔ ان اٹھوں (پانچ لڑکوں
 درمیں لڑکیوں) نے اپنی ایک والدہ کو بھی مجھ سے نشوز اختیار کر کے اپنے ساتھ
 لیا ہے۔ ان گیارہ اشخاص (پانچ لڑکوں اور تین لڑکیوں اور انکے تینوں
 شوہروں) کا میرے برخلاف اتفاق اور جتھہ دیکھ کر میری وہ زوجہ جو پہلے چار
 لڑکوں اور دوسری لڑکی کی والدہ ہے مجھ سے نشوز اختیار کر کے اپنے بیٹوں کے
 پاس چلی گئی۔ ان سب کے جتھے نے شاید میری نسبت یہ خیال کر لیا ہوگا۔ کہ ہم سب
 اس سے جدا ہو جائیں گے۔ تو یہ تمہارا جائیگا اور عاجز ہو کر ہماری متابعت اختیار کریگا
 اس خیال سے وہ بٹالہ میں یا اور جگہ جہاں میں رہوں رہ کر مجھ سے نہیں ملتے
 میرے پاس سے گزر جانے پر بھی سلام نہیں کرتے وعلیٰ ہذا القیاس۔ مگر ان نادلوں کو
 یہ علم و اعتقاد نہیں کہ ہماری علیحدگی سے وہ اکیلانہ رہیگا ایک زبردست طاقت
 والا آسمان فرمیں کو قائم رکھنے والا جسپر اُس کا بہرہ سہ ہے اور اسی کی رضامندی
 کے واسطے اُس نے یہ وصیت کی تھی جسے ہم سب کو اُسکا مخالف بنا دیا ہے۔ اُس کے
 ساتھ ہوگا وہ ان اللہ معنا وان معی دبی کہتا ہوا کسی مخالف حق کی پرواہ نہ کریگا
 اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابلہ میں کسی مخلوق کی رضا یا غضب کی پرواہ نہیں کیا
 کرتا اور اسی روش پر اُسکی عمر کے ستر سال گزر چکے ہیں۔ جوانی میں اُس نے مخلوقات
 کے خوف و لحاظ سے خالق و مالک کو نہیں چھوڑا تو اب بڑھاپے میں وہ اپنے اس

محسنِ قدیم کو چھوڑ کر مخلوق کو کسب اپنا عبود بنا سکتا ہے۔ گیری نا فرمانبردار اولاد اور
 و متعلقین پر آیت قرآن محولہ بالا جس نے مومنوں کو اسکے دشمن سے بچنے اور اس سے
 بچکر رہنے کا حکم دیا ہے۔ پوری صادق آتی ہے۔ اسلیے میں نے بائمال حکم قرآنی انکو
 اپنا دینی دشمنی قرار دیا ہے۔ اور انکی دشمنی سے بچنے کے لیے اور نیز ذخیرہ ثواب
 آخرت حاصل کرنے کے لیے اپنی کل خداداد جائداد کو خدا تعالیٰ اور اسکے دین کی تعلیم کے
 لیے وقف کر دی ہے۔ جبکہ شروط و مصارف کی تفصیل میرے دوسرے مضمون وقف
 علی الاولاد والاقارب میں ہو چکی ہے۔ اس مضمون میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ پانچوں
 لڑکے اور بیٹیوں لڑکیاں اور ان کے متعلقین میرے عاق و نافرمانبردار ہیں اور جب تک
 کہ وہ موجودہ حالت عقوق و نشوز پر قائم رہیں میری وقف شدہ جائداد سے اور مستحقوں کے
 طرح فائدہ اٹھانے کے مستحق نہیں۔ ہاں اس عقوق و نافرمانبردار دنشوز سے نادم و
 تائب ہو کر حکم اللہ تعالیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق میرے فرمانبردار ہو جائینگے
 اور میری اطاعت کریں گے۔ تو پھر وہ میرے اور میں انکا۔ اس اطاعت کی دو صورتیں ہیں۔ اعلیٰ
 اور اولیٰ اعلیٰ یہ ہے کہ وہ لوگ علم دین حاصل کر کے اسکے مطابق اپنا عمل کر کے
 منافع وقف سے حصہ لینے اور نفع اٹھانے کے مستحق نہیں۔ اور ادنیٰ یہ کہ وہ
 کم از کم میری نافرمانبردار دسرکشی سے تائب ہو کر میری وقف اور وصیت کو تسلیم
 کریں صرف اس صورت کو اختیار کرنے سے گریز وہ منافع وقف سے حصہ لینے
 کے مستحق نہ ہونگے۔ مگر عقوق اور اسکی سزا عذاب جنہم و محرومی نعیم جنت سے تونج
 جائینگے۔ اگر وہ یا انہیں سے کوئی اسلام کو ماننے اور قیامت کو اعتقاد رکھتے ہیں۔
 ان ہی مدعیان اسلام و معتقدین اعتقاد قیامت کو خصوصاً مولوی فاضل صاحب کو
 جو فاضل کج جاہوں کو تابع ہو گئے ہیں کہ یہ نصیحت بھی کرتا ہوں کہ وہ دین اور دنیا کے
 مضار و منافع میں موازنہ کر کے خود یہ سوچیں اور ان لوگوں کو سمجھاویں کہ باپ و
 دہی نہیں ہوتا جو اولاد کے لیے وراثت چھوڑ جاویں اور اسکے احسانات اولاد پر وراثت
 چھوڑ جانے سے بڑھکر ہیں۔ پہلے انکا وجود ہی باپ کے ذریعہ ہوا ہے۔ اس احسان کو
 شاید آزا و منش اگر زیری خوان نہ مانیں اور یہ کہیں بلکہ بعض کہتے ہیں کہ والد نے اپنی
 ضرورت و خواہش نفسانی کو پورا کیا جس سے ہم قدرتی طور پر پیدا ہو گئے۔ ہم پر

کیا احسان کیا۔ اسکا جواب وہ خود سوچیں کہ پیدا ہونے کے بعد کیا وہ پرورش
بھی گھاس پھوس کی طرح قدرتی طور پر پانگئے ہیں یا انکی پرورش میں باپ کا بھی
خرچ ہوا۔ اور باپ انکو گود میں اٹھائے لئے نہیں پہرا۔
پھر جس کمال یا روٹی کمانے کے ذریعہ کو وہ پہنچ گئے وہ قدرتی طور پر انکو حاصل ہوا
باپ کا اسمیں کوئی دخل نہیں ہے؟

اور وہ بھی سوچیں کہ باپ سے قطع تعلق کر کے اولاد کی عزت ہی کیا ہے۔ اور قوم
و سوسائٹی میں جسکے باپ کی عزت نہ ہو اسکو کیا عزت ہو سکتی ہے۔ اور جسکے باپ کی عزت
ہو اسکو باپ سے علیحدگی و انحراف سے وہ عزت کب حاصل ہو سکتی ہے۔ اور قوم
و برادری میں اسکا رشتہ ناطہ کیونکر ممکن ہے۔ رشتہ ناطہ دینے والے جیسے کہ ور کو
دیکھتے ہیں گھر کو بھی دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان لڑکوں میں تین کی جبکہ وہ مجھ سے
سرکش ہو گئے تھے۔ اپنی قوم میں اور اچھے گھروں میں شادیاں ہو گئی ہیں۔ اور باقی
اندہ اس کشتی کی وجہ سے اب تک رنڈوئے ٹھپے ہیں۔ ان سب باتوں اور دنیاوی
مضار و منافع کے علاوہ انکو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ دنیا کو چھوڑنے کے بعد جو حکم
کل من علیہا فان ہر اک متنفس کو لازم ہے۔ انکو دوسرا عالم اخروی بھی درپیش ہے۔

قال رسول الله صلعم لا يدخل الجنة
عاق - رواه النسائي مسكوة (ص ۳۲)
عز ابی امامتان رجلا قال یارسول
الله ما حق الوالدین علی ولدھما قال
صا جنتك و نارك - رواه ابن ماجه
مسكوة (ص ۳۱)

ورنہ ورنج۔

اور اپنے ارشاد فرمایا ہے جو شخص خدا تعالیٰ
کے واسطے (یعنی نہ بغرض دنیاوی) ماں باپ کا
مطیع ہوتا ہے اسکے لیے بہشت کی طرف دو
دروازہ کھل جاتے ہیں ایک ماں یا باپ

وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلعم
من أصبح مطيعاً لله ووالدی أصبح
له بابان مفتوحان الی الجنة و ان كان
واحدًا فواحد و من أصبح عاصياً لله

لی والدیہ اصبح له با بان مفتوحان
 والنار وان کان واحداً فواحداً۔ قال
 رجل وان ظلماه قال وان ظلماه و
 ان ظلماه وان ظلماه رواہ البیهقی۔
 (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

ہو تو ایک دروازہ۔ اور جو شخص خدا
 کا نام فرما بنبردار ہو کر ماں باپ کا نام فرمان
 بردار ہوا سکے واسطے دو دروازہ دوزخ
 کی طرف کھل جاتے ہیں ایک ہو تو ایک
 کسی نے عرض کیا کہ اگرچہ ماں باپ ظلم کرتے

ہوں تو اپنے تین دفعہ فرمایا کہ ہاں اگرچہ ظلم کرتے ہوں۔

وعز عبد اللہ بن عمر۔ قال قال
 رسول اللہ صلعم رضی اللہ عنہ فی رضی
 الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد
 رواہ الترمذی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱۹)

اور آپ نے فرمایا خدا کی رضامندی
 باپ کی رضامندی میں ہے۔ اور
 خدا تعالیٰ کا غصہ باپ کے غصہ
 میں ہے۔

یہ احادیث نبوی صاف فیصلہ کرتی ہیں کہ جس بیٹے یا بیٹی پر باپ راضی نہیں۔
 کسی خدا تعالیٰ بھی راضی نہیں اور اسکے واسطے دوزخ کے دروازہ کھلے ہیں اور
 جنت کے بند۔ اور یہی قرآن مجید کا فیصلہ ہے جس میں جا بجا ماں باپ کے
 وبالوالدین احساناً ساتھ احسان کرنے کا حکم ہے۔ ہاں اس حصول

رضامندی اور جوہ اطاعت کے لیے لازمی شرط ہے۔ کہ خدا کے گناہ میں ماں
 باپ کی اطاعت ہو۔ اور نہ کسی ایسے امر میں جو اولاد کی طاقت سے باہر ہو۔ سو
 خدا کے فضل و توفیق سے میں نے کبھی کسی گناہ میں اولاد سے اطاعت نہیں چاہی
 اور نہ انکی طاقت سے باہر انکو کسی کام کی تکلیف دی ہے۔ میں نے ان سے یہی
 چاہا ہے کہ وہ دینی علوم عربی پڑھیں اور نماز با وضو ادا کریں اور حقہ نوشی وغیرہ
 منہیات شرعیہ کے ترک نہ ہوں۔ اور کسی سے اپنی خدمت مالی نہیں چاہی۔ اور نہ
 اسکے ترک پر نفگی کی ہے۔ بدنی خدمت کا بھی مجھے خدا تعالیٰ نے اولاد کا محتاج
 نہیں کیا۔ اور نہ ہی ان سے یہ خدمت چاہتا ہوں۔ جب تک کہ وہ صغر سنی کیمالات
 میں رہے عام دستور کے موافق گھر کے کام کرتے رہے اور جب سن بلوغ کو پہنچ گئے تو
 گھر کے کام بھی چھوڑ بیٹھے اور خود کار فرما بن گئے۔ اور اپنی جنٹلمینی وضع قائم
 رکھنے کے لیے بچے اسکے کہ میری خدمت کریں نا جائز طور پر زبردستی میرے گھر کا مال

مارنا اور لوٹنا شروع کر دیا۔ کبھی والدہ کا زیور گھر سے نکال کر لے گئے۔ کبھی
چھوٹی ہمشیرہ کا اتار کر لے گئے و علیٰ ہذا القیاس۔

یہاں یہ سوال ہو گا کہ سب کے سب لڑکے کیوں ایسی بد چلنی و سرکشی و آوارگی
کے طریق پر نکلے۔ یہ تمہاری تربیت کا قصور ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ میری
تعلیم و تربیت تو انکے حق میں اس طرح ہوتی ہی ہو (جس کو میری اقربا و دست
اشنا بخوبی جانتے ہیں) کہ جب میرا کوئی بچہ بولنا سیکھا تو میں نے اسکو اللہ
تعالیٰ کا نام لینا سکھایا۔ پھر تھوڑے تھوڑے کر کے عقائد اسلامی اور نماز پڑھنا
سکھایا۔ میری لڑکی صغیہ تین سال کی ہے۔ اس سے بہت لوگوں نے حمایت
اسلام کی دوسری کتاب کی نظم حمد و نعت کے اشعار سنے ہیں۔ اور جو چاہے سیکھے۔
خدا ایک ہے کوئی اس سا نہیں۔ کسی کام میں ساجھی اسکا نہیں
نہیں اسکی کچھ ابتدا انتہا ہے۔ سدا سے ہی اور رہے گا سدا اتم
پھر جب وہ مکتب کے لائق ہوئے۔ تو معلمین قرآن کے سپرد کیا۔ اور ساتھ
ہی اسکے اردو کے رسالے انکو پڑھائے۔ جب سکول کے لائق ہوئے تو سکول
میں داخل کیا۔ اور جب چھٹی جماعت تک پہنچے تو مدرسہ میں بھی عربی پڑھوائی۔
اور ایک گھنٹہ گھر پر خود عربی صرف و نحو پڑھائی اور حلقہ درس قرآن میں ہمیشہ
انکو شامل رکھا۔ نانہ کے لیے اپنے ساتھ مسجد میں لے جانا اور اپنے وطن میں
ہونے کی حالت میں انکو اوارہ لڑکوں کے ساتھ کھیلنے سے روکنا برابر جاری
رکھا۔ ہاں میں جب کبھی سفر میں جاتا تھا۔ تو میرے قائم مقام نگرانی کرنے والا
کوئی نہ ہوتا تھا۔ اور میرے وطن میں ہونے کی حالت میں بھی سکول کے چھ گھنٹوں
میں انکو صحبت ان لڑکوں کی اور سکول کے ماسٹروں کیچھ و نکی جو مذہب غیر اسلامی
رکھتے یا وہ مذہب سے بالکل آزاد تھے رہی جو انکے خیالات کو بے شک خراب
کرتی رہی۔ اسوجہ سے میری تعلیم و تربیت کا اثر ایزر کم ہوا۔ اور سکول کی صحبت
و تعلیم کا اثر زیادہ ہوا۔ میرے اصول دینی کے مطابق یہ مجھ سے سخت غلطی ہوئی
کہ میں نے ان لڑکوں کو قبل استحکام عقائد و اعمال شرعیہ غیر اسلامی سکولوں میں
تعلیم کے لیے سپرد کیا۔ اور ہر بچہ امیر صاحب افغانستان کے بیان فرمودہ اس شعر کا

جو انجمن حمایت اسلام کے بنیادی پتھر رکھنے کے موقعہ پر بیان فرمایا تھا۔ سہ
 انجمن بر کاریم یک پا در شریعت مستقیم ہے پاسے دیگر سیر نہ تھا و دو ملت کردہ ایم
 کا خلاف کیا۔

میری اس تعلیم و تربیت کے ساتھ سب سے پہلے لڑکے نے تعلیم عربی علوم دینی فروری
 کے علاوہ سکول کی تعلیم بھی چھوڑ دی اور صرف مڈل پاس کر کے سرکاری نوکری
 اختیار کی۔ اسکی پیروی دوسرے تیسرے چوتھے اور پانچویں نے اختیار کی۔ اور
 نے ان میں سے مڈل بھی پاس کیا۔ اور عربی میں کا فیدہ۔ شمس صلا سے اوپر نہ بڑھا۔
 اب منصفین انصاف سے کہیں کہ میری تعلیم و تربیت کا کہا تک قصور ہے۔ اور وہ آیت
 قرآنی و شعاری و اقوال ذیل کو بھی عبرت کی نگاہ سے ملاحظہ فرماویں۔

آیت قرآن میں ارشاد ہے۔ اور نوح
 نے اللہ تعالیٰ کو پکارا کہ میرا بیٹا بھی میرے
 گھر والوں سے ہے۔ اور تیرا وعدہ کہ میں
 تیرے گھر والوں کو بچاؤں گا یا حق ہے تو
 خدا نے فرمایا کہ وہ تیرے گھر والوں سے

و نادای نوح ربہ فقال رب ان
 ابئی من اہلی و ان عدک الحق و
 انت احکم الحاکمین۔ قال یا نوح
 لیس من اہلک انہ عمل فرغین
 صالح۔ (سورۃ ہود - ۶۴)

نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بد عمل ہے۔

پس نوح بایداں بنشت۔ خاندان نبوتش گم شد

حسن زبیرہ بلال از حبش صہیب از روم

ز خاک مکہ ابو جہل اس چہ بوا العجیب

۵

تہیدستان قسرت را چہ سوز رہر کمال ہے کہ خضر از آب حیواں تشنہ مآر سکندرا

۶

تربیت نا اہل چوں گردگان بر گنبدست

راقم ابو سعید محمد حسین اڈیٹر اشاعت

لاہور۔

عیسائیوں کا توحید و تثلیث نکالنے میں پولوسی مکر و جترا

اور

توریت و انجیل و قرآن پر کذب و افترا

عیسائیوں کے مقدس پولوس کا یہ قول ہے کہ میں یہودیوں کو درمیان یہودی سا
 شریعت والوں میں شریعت والا۔ بے شریعت لوگوں میں بے شریعت ساریب میوں
 کیواسطے سب کچھ بنا۔ (قرنتیوں ۹) اور پھیلس کا عمل جسکی خبر یہودیوں بھی تیا ہے
 و مسیح کی خبر پجاتی ہے خواہ سچائی سے خواہ مکاری (فلپیوں ۱) اسی قول و عمل کی مطابق
 اکثر عیسائیوں کا جو اس شہب کی اشاعت بذریعہ تحریروں و تقریر و منادی و مباحثہ کرتے
 ہیں عمل ہے ہندوں کو بھگانیکے لئے وہ لوگ ہندو نکاسا لباس پہنکر ہندوں کے سے
 پیتل کو بن ہاتھ میں لیکر ہندی بھاشا بولکر ہندو بنجاتے اور ہندوں کو عیسائی بناتے ہیں
 جاہل مسلمانوں کو پھینسنے کے لئے وہ قرآن مجید ہاتھ میں لیکر آیات قرآنی کا مطلب بگاڑ کر
 انکو سناتے اور بھگاتے اور عیسائی بنانا چاہتے ہیں۔ ان دونوں ایک مضمون بہ عنوان
 ثالوث مقدس کی توحید نوکشور پریل ہو میں چھاپ کر انوں کے شائع کیا ہے
 اور وہ برخوردار خان لہرن چیمبرٹ فیسوٹے اور اسکی کاپی مشن بٹال کے ایک پادری
 پارس ناتھ صاحب نے خاکساکے پاس بھیجی ہے۔ اور یہ سفارش کی کہ اور مولوی صاحبان
 کو بھی یہ کاپی دکھانی جائے۔ اس مضمون میں ہی پولوسی مکر عمل میں آیا ہے کہ قرآن مجید

یہ اس قول کے بعد وہ ان برکیٹ (وحدانی خطوط) میں کتاب ہے ہر چند میں خدا کو نزدیک میں شریعت نہیں بلکہ
 کی شریعت کے تابع تھا۔ مگر یہ قول بھی اسکا مکاری حالی نہیں مسیح کی شریعت اسکے نزدیک وہ ہوگی جو شریعت توریت
 کے مخالف ہے جس پر آج تمام عیسائیوں کا شریعت توریت اسکے برخلاف عمل ہے۔